رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

[illegible]

جلد ۱۳ | قادیان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۶ شوال المکرم ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۴۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات امرتسر ڈویژن کی آزار رساں پالیسی

ناظرین فاروق کو وقتاً فوقتاً معلوم ہوتا رہا ہے۔ کہ افسران ڈاک خانہ قادیان کے حضور میں ہماری شکائتیں پیش ہو ہو کر کس غیر منصفانہ اور جانبدارانہ طرز سے رد کی جاتی رہی ہیں۔ یہاں تک کہ سب پوسٹ ماسٹر قادیان کے ثابت شدہ سنگین جرائم کو جو صریح قانون ڈاکخانجات کے خلاف اور عمداً آزار رسانی کی غرض سے سب پوسٹ ماسٹر کی طرف سے سرزد ہوتے رہے ہیں (جن کی بابت ہم پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب اور جناب ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات انڈیا کو بالتفصیل لکھ چکے ہیں۔ اور ابھی لکھ کر بھیج بھی رہے ہیں) افسران ڈاک خانہ نے دیدہ دانستہ نظر انداز کر کے سب پوسٹماسٹر کو ہر مواخذہ سے بری اور بے قصور بتایا ہے۔ لیکن چونکہ فیصلہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور سپرنٹنڈنٹ صاحب نے احمدیہ کمیونٹی سے انتقام لینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ محض اس غصہ میں کہ احمدیوں نے ان کے طرز و سلوک اور فیصلوں پر اعتراض کئے ہیں۔ اور اپنی شکایات کو اعلیٰ افسروں تک پہنچایا ہے۔ اس لئے ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ہماری ہر ایک شکایت کو نہایت خفیف اور معمولی اور جہاں تک ان کے اختیارات کام دیں۔ ان کو غلط اور بے بنیاد کہکر داخل دفتر کرتے جائیں۔ اور اپنے اعلیٰ افسروں کو تسلی بخش جواب لکھ بھیجیں۔ کہ سب شکایات رفع کر دی ہیں جو کہ معمولی تھیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی اس شہ اور جانبداری کے بھروسہ پر ہی عملہ ڈاک خانہ قادیان اس قدر دلیر اور بیباک ہو گیا ہے۔ کہ سب پوسٹ ماسٹر قادیان اور وی پی کلرک سلکھن سنگھ ڈاک خانہ کے اندر بیٹھ کر وہ وہ توہین آمیز کلمات احمدیہ پبلک کے معززین اور تمام جماعت احمدیہ کے متعلق استعمال کر رہے ہیں۔ جن کو سنکر ہر ایک شریف انسان حیرت زدہ ہے۔ ڈاک خانہ قادیان کے ملازم جو پبلک سرونٹ کہلاتے ہیں۔ اور جو ایک تجارتی صیغہ کے ملازم ہیں وہ پبلک کو اپنا خادم اور نوکر سمجھ رہے ہیں۔ اور اپنی ڈیوٹی بہ ہو کر بدزبانی اور مخول اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ چنانچہ

سلکھن سنگھ کلرک ڈاکخانہ کی زباندرازی

تو یہاں تک بڑھ گئی ہے۔ کہ ہمارے کسی احمدی کو جو بھی ڈاک خانہ میں جائے بشرطیکہ وہ اکیلا ہو۔ تو اس کو دو چار باتیں ہنسکر مذاق کے طور پر ایسی کہدیتا ہے۔ جو ڈاک خانہ کے باہر ہو کر نہیں کہہ سکتا۔ ابھی ۱۲ مارچ کا واقعہ ہے۔ کہ بنیجر کتاب گھر قادیان نے اپنے دو چار پارسل اور وی پی ایک لڑکے کے ہاتھ ڈاک خانہ میں پونے بارہ بجے بھیجے۔ جن کو سلکھن سنگھ نے اس دن کی ڈاک میں جانے سے روک لیا۔ اور اس لڑکے کو جھڑک کر کہا۔ کہ ابھی ٹھہرو فرصت نہیں۔ ڈاک روانہ کر چکنے کے بعد لوں گا۔ لڑکے نے کہا یہ صرف ایک وی پی ہے۔ اس کو لے لو۔ تاکہ آج ہی ڈاک میں چلا جائے مگر سلکھن سنگھ نے اور بھی سختی سے کہا کہ پرے ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔ جب ہاتھ خالی ہو گا۔ تو ڈاک بھیجنے کے بعد لوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ اس وقت کوئی دوسرا کام سلکھن سنگھ کو نہ تھا۔ صرف یہی ایک لڑکا ایک وی پی لے گیا تھا۔ اور قواعد ڈاک خانہ کے ماتحت ونڈو پر اس کو کھڑا رہنے کی ممانعت تھی۔ تاہم اسکو قریباً گھنٹہ بھر سے زائد بٹھا رکھا۔ اور جب ڈاک چلی گئی۔ تو پھر کہا کہ لاؤ۔ جب لڑکا اٹھکر سلکھن سنگھ کی طاقی کے پاس کھڑا ہوا۔ تو اس کو پنجابی میں کہا

گل سن۔ ایس فخر الدین دا پوسٹ ماسٹر جنرل
ناں کوئی رشتہ ہے۔ اوہ ایدا چاچا لگدائے
کہ ماما۔ جو ایہہ روز اس دے ناں چٹھیاں
بھیجدا رہندا ئے۔

یعنی منیجر کتاب گھر کا پوسٹ ماسٹر جنرل سے کیا رشتہ ہے۔ پوسٹ ماسٹر جنرل اس کا چچا ہے یا ماموں۔ جو یہ روز اس کے نام خطوط بھیجتا رہتا ہے۔ کس قدر بے حیائی ہے۔ کتنی دیدہ دلیری ہے کہاں تک جرأت ہے۔ کہ ایک ڈاک خانہ کا معمولی نوکر۔ پبلک کی اس طرح توہین کرے۔ اور اپنی ڈیوٹی پر ہوکر کرے۔ اور اپنے بڑے افسر کے سامنے کرے۔ تاکہ اس کا کوئی جواب ہی نہ دیا جاسکے۔ لڑکے نے سب پوسٹ ماسٹر سے جو کہ یہ سب کچھ سنکر کھل کھلا کر ہنس رہا تھا۔ اسکی شکایت کی تو اس نے تحمل کرکے جواب دیا۔ کہ سردار صاحب نے جو کچھ کہا ہے۔ اس کو تو سمجھا نہیں۔ وہ جو کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے۔ اس کے بعد پھر سلکھن سنگھ نے لڑکے سے کہا۔ کہ فخر الدین کو کہدینا کہ جتنی چاہے چٹھیاں بھیجتا رہے۔ ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ مگر ہم اس کو

بھوکا مار دینگے اور اسکی آمدنی بند ہوجائیگی

کس قدر حیرت ہے۔ کہ ڈاک خانہ کا کلرک اور ونڈو پر کھڑے ہوئے لوگوں کو یہ باتیں کہے۔ اگر احمدیہ جماعت نیک اور امن پسند اور مہذب جماعت نہ ہوتی۔ تو سلکھن سنگھ کی مجال تھی۔ کہ وہ افراد جماعت کا ایسے الفاظ سے ذکر کرتا۔ جو اشتعال انگیزی میں آگ لگا دینے والے ہیں۔ یہ سب کچھ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی منشاء کو سمجھ لینے اور ان کی شہ پر ہو رہا ہے ورنہ کیا مجال تھی۔ کہ سب پوسٹماسٹر اور کلرک ڈاکخانہ ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ سپرنٹنڈنٹ نے احمدیوں کو نیچا دکھانے کا پورا ارادہ کیا ہوا ہے۔ وہ ان کی کسی شکایت پر مطلق توجہ نہیں کرتا۔ جو چاہو کہو۔ یہ شکایت کرینگے تو گواہ کون ہے۔ صرف ایک وہی آدمی ہے جس کو اکیلا دیکھکر ہم سب کچھ کہدیتے ہیں۔ جب کوئی پوچھ بھی بیٹھا تو فوراً انکار کر دینگے۔ اور سب پوسٹ ماسٹر کو اپنا صفائی کا گواہ پیش کرکے صاف بری ہو جائیں گے۔ اور سب پوسٹ ماسٹر پر کوئی الزام ہوگا۔ تو اس کی شہادت ہم دینگے۔ اس لئے شکایت کرنے والوں کا کچھ نہیں بنتا۔ اور ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس طریق سے اکیلے دوکیلے احمدی کو جو چاہو کہو۔ اور جس قدر ہو سکے ان کو تکلیف دو۔ کہاں تک یہ شکائتیں کرینگے۔ آخر افسران بالا سپرنٹنڈنٹ صاحب کو ہی شکایات واپس بھیجیں گے اور وہ ان کے پورے مخالف ہیں۔ وہ ایک نہیں سنتے۔ جیسا کہ

سب پوسٹ ماسٹر نے فخریہ کہا

"احمدیوں نے سارا زور ہی لگا لیا۔ بڑی سے بڑی شکایات کرلیں۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سب کو ترقی دی گئی۔ اور اچھے اچھے مقامات پر جہاں جہاں ہماری خواہش تھی ہم کو تبدیل کر دیا۔ ہم صرف احمدیوں کو درست کرنے کی لئے بھیجے گئے تھے۔ دیکھ لو کہیں ایسا ہوا ہے۔ کہ ڈاکخانہ والوں کی پبلک شکائتیں کر رہی ہو۔ اور ان شکائیتوں کے صحیح ہونیکا ہم اقرار بھی کریں۔ کہ ہاں ہم نے اخبار بھی روکے۔ بیرنگ بھی کئے۔ ونڈو کے آگے احمدیوں کو گھنٹوں کھڑے بھی رکھا۔ سپرنٹنڈنٹ کے سامنے بھی اخبار روک کر دکھا دیا۔ باوجود ان سب باتوں کے ہم کو تو ترقیاں دیکر تبدیل کیا جائے۔ اور احمدیوں کے لئے آیندہ وہ مشکلات پیدا کردیں۔ جن کو وہ ہمارے جانے کے بعد بھی ہمیشہ بھگتتے رہیں۔ یہ سب ہمارے مہربان سپرنٹنڈنٹ صاحب کی خاص عنایات و مہربانی کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اپنے آدمیوں پر کبھی حرف نہ آنے دینگے۔ ہم گو چلے جائیں۔ مگر اصل انتقام لینے والا ہمارا ہمدرد سٹر افسر تو اسی ڈویژن میں ہے۔ کیا ایسی نظیر کبھی ڈاک خانہ میں دیکھی ہے۔ کہ شکائیتوں پر بجائے تنزل کے ترقی ہوئی ہو؟ اور ہم اپنی ایسی یادگار چھوڑ چلے ہیں۔ کہ احمدی یاد ہی رکھیں گے۔ دیکھ لو ان کا بیس سالہ چٹھی رساں جو قادیاں کے بچہ بچہ سے واقف تھا۔ جس پر قادیانیوں (احمدیوں) کو پورا اعتماد تھا کہ وہ ان کی ڈاک کو ضائع نہ کریگا۔ اس کو نکال باہر کیا۔ اور اس کے سچ بولنے کا اس کو مزا چکھا دیا۔ اور اس کی جگہ ایک دیہاتی ناواقف جو برسوں میں بھی احمدیہ جماعت قادیان کا واقف نہ ہوگا مسمی چرنجی لال چٹھی رساں لگا دیا۔ جس کو نہ تو خطا نویں کے نام سمجھ آئیں نہ احمدیوں کے صیغہ جات کو جان سکے نہ مسلمانوں کی اصطلاحات سے واقف ہو۔ جس کو نہ یہ خبر کہ بیت المال کیا ہے۔ اور دعوۃ تبلیغ کسکو کہتے ہیں اور تالیف اشاعت کیا چیز ہے۔ اور طبع و اشاعت کس کام کا ہے۔ پھر جو ڈاک گیارہ بجے تک سب دفتروں میں اور لوگوں کو مل جایا کرتی تھی اب دو دو تین تین دن میں ملتی ہے۔ یہ ہے ہماری شکایات کا صلہ جو احمدیوں کو ملا"۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ کہ سب پوسٹ ماسٹر اور عملہ ڈاک خانہ کا یہ فخر بجا ہے کیونکہ سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات کا یہی منشا ہے۔ اور وہ ایسا کرنے پر ہی تلے ہوئے ہیں۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ احمدیوں کو تکلیف پہنچے۔ مگر ایسی طرز سے کہ افسران بالا اس کو سمجھ ہی نہ سکیں۔ خواہ یہ کچھ بھی کہتے رہیں۔ ہم آیندہ اشاعتوں میں ہم احمدیوں کی تمام شکایات جو اس وقت ڈاکخانہ قادیان کے متعلق کیجا چکی ہیں۔ تفصیل وار لکھکر ہر ایک کے متعلق سپرنٹنڈنٹ صاحب کا جانبدارانہ اور غیر منصفانہ فیصلہ بھی صاحب پوسٹماسٹر جنرل اور ڈائرکٹر جنرل کے ملاحظہ کیلئے نقل کرینگے۔ انشاء اللہ (باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"فاروق"

قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء

فاروق کا سالِ رواں ختم ہو گیا

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ فاروق کے دورِ جدید کا سالِ رواں اس پرچے کے ساتھ بالخیر ختم ہو گیا اور آئندہ سال کا پرچہ ۷ اپریل ۱۹۲۹ء کو انشاء اللہ شائع ہوگا۔ میں خدا تعالےٰ کا بیشمار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس کے فضل و کرم سے مجھے یہ توفیق ملی۔ کہ میں سالِ رواں کے اندر فاروق کو ٹھیک وقت پر شائع کرتا رہا۔ اور اپنے علم و بساط کے موافق جس قدر بھی مجھ سے ہو سکا۔ میں نے سلسلہ کی خدمت کی۔ اور میری وہ تمام سعی مشکور ہوئی۔ احباب نے نہایت قدردانی سے فاروق کے مضامین کو دیکھا اور حوصلہ افزاء پسندیدگی کے خطوط ارسال کئے۔ اور بعض احباب نے پوری توجہ سے فاروق کی اشاعت بڑھانے میں بھی کوشش فرمائی۔ اور ان کی کوششیں بارآور ہوئیں۔ خصوصاً احباب ذیل نے اس سال خاص طور پر فاروق کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لیا ؛

شکریہ احباب محترم خانصاحب نعمت اللہ برج انسپکٹر راوی اور اخویم بابو شاہ عالم صاحب جہلمی اور مخدومی شیخ فضل الرحمن صاحب اختر ملتانی اور مخدومی چوہدری محمد عبد اللہ خانصاحب صدر قانونگو ڈیرہ غازیخان و برادر مکرم بابو فیض الحق خانصاحب سکرٹری تبلیغ فیروزپور۔ و مکرمی مولوی عبد الحمید صاحب سکرٹری تبلیغ دہلی۔ و مکرمی مولوی محمد رفیع صاحب سندھ سب انسپکٹر۔ مکرمی اخوند محمد اکبر خانصاحب۔ ایچ۔ ڈی۔ سی ملتان۔ مکرمی ڈاکٹر منظور احمد صاحب سلانوالی۔ و عزیزم چوہدری عصمت اللہ خاں صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل لائلپور و مخدوم مکرم سید غلام حسین صاحب ویٹرنری سپرنٹنڈنٹ منٹگمری و مکرمی منشی غلام قادر صاحب سیکرٹری تبلیغ کوٹ قیصرانی۔ و بابو اقبال محمد خانصاحب دفتر آب و ہوا رنگون۔ و منشی مظفر حسن صاحب سب انسپکٹر پولیس ریاست پٹیالہ۔ و برادرم شیخ خیر الدین صاحب سراج رسول کالج۔ و مکرمی غلام یٰسین صاحب سیکرٹری خوشاب۔ و مکرمی چوہدری کرم الٰہی صاحب کرم پورہ۔ و مکرمی منشی عبد المجید صاحب سب انسپکٹر پولیس پشاور۔ و مکرمی قاضی فضل الٰہی صاحب قریشی ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر گوجرانوالہ۔ و مکرمی شیخ نیاز محمد صاحب بہاولپور و مکرمی بابو عبد الرحمن صاحب امیر جماعت انبالہ و اخویم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد۔ احباب نے ہمیشہ فاروق کے لئے بطور سرپرست کے خریدار عطا کئے۔ اللہ تعالےٰ ان جملہ احباب کو بیش از بیش اپنے فضلوں کا وارث کرے۔ اور فاروق کے دیگر دوستوں کو بھی انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ممکن ہے۔ کہ بعض معاونین کا جنہوں نے فاروق کی توسیعِ اشاعت میں امداد فرمائی مجھے ذکر کرنا بھول گیا ہو۔ ان کے لئے بھی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اجرِ عظیم عطا فرماوے۔ آمین ؛

میری خواہش اب اس پرچہ کے بعد نئے سال کا پرچہ شائع ہوگا۔ میری تمنا ہے۔ کہ فاروق کی ضخامت بڑھائی جاوے۔ اور بجائے ۱۲ صفحہ کے اس سالِ جدید میں ۱۶ صفحہ پر ہفتہ وار فاروق نکلا کرے۔ لیکن اس خواہش کا پورا کرنا احبابِ فاروق کے ذریعہ ممکن ہے۔ اگر موجودہ خریداران فاروق مجھے مشورہ دیں۔ اور اس تجویز کو پسند فرمادیں۔ تو میں خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے نئے سال سے ۱۶ صفحہ پر فاروق نکالنا شروع کر سکتا ہوں۔ چار صفحہ ایزاد کرنے پر حساب کیا گیا۔ تو قریباً پانچسو روپیہ سال موجودہ مصارف سے زائد خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جس کے لئے میں دو تجویزیں اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے جو تجویز احباب کثرتِ رائے سے منظور فرمادیں۔ اس پر عمل کیا جائے۔ یا کوئی تیسری صورت اس سے آسان اور بہتر خیرخواہانِ فاروق کے خیالِ مبارک میں آوے تو اس سے مطلع فرمادیں۔ میں اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ ۱۲ صفحہ کی ضخامت کچھ موزون نہیں۔ بہت سے مضامین مفید اور ضروری بوجہ حجم کی کمی کے درج ہونے سے رہجاتے ہیں۔ اس لئے اگر ۱۶ صفحہ کا اخبار ہو جائے۔ تو سب قسم کے مضامین ناظرین تک ہفتہ وار پہنچ سکتے ہیں ان چار صفحات میں سے ایک دو صفحہ صرف عام خبروں کیلئے جو چیدہ چیدہ اور منتخب ہوں رکھے جائینگے۔ اور دو صفحات پر ایک نہایت ہی نافع اور لاجواب سلسلہ مضمون مسلسل شائع ہوا کرے گا۔ جس کے لئے میں نے بہت سا ذخیرہ علمی جمع کر رکھا ہے۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر میں ایک نایاب اور بیش بہا اضافہ ہوگا۔ اللہ عزوجل اگر چاہے۔ تو وہ اس کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ پیدا کر سکتا ہے۔ بہرحال اگر احباب پسند کریں۔ کہ چار صفحے اخبار میں زائد کر دیئے جائیں۔ تو ان پر پانسو روپیہ سالانہ خرچ پڑے گا۔ جس کو پورا کرنے کے لئے اپنی تجویزیں عرض کرتا ہوں ؛

میری دو تجویزیں ایک تجویز تو میں یہ پیش کرتا ہوں۔ کہ فاروق کا چندہ عام جو اس وقت چار روپیہ سالانہ ہے۔ وہ پانچ روپیہ کر دیا جائے۔ اور موجودہ خریداران بلا استثناء سب کے سب ایک ایک روپیہ زائد سالانہ عطا فرما کر اس خرچ کو برداشت کرلیں تو بآسانی پانسو روپیہ پورا ہو کر فاروق ۱۶ صفحہ کا نکل سکتا ہے اگر یہ تجویز منظور نہ ہو۔ تو دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ احباب کوشش کر کے صرف ایک ایک جدید خریدار عطاء فرمادیں۔ مگر وہ خریدار سالانہ چندہ ادا کرنیوالے ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواہ یکمشت ہی سالانہ چندہ ادا کردیں یا ششماہی وار دو - دو روپیہ کرکے دو اقساط میں عطا کریں۔ تب بھی اخبار ۱۶ صفحہ کا آسانی سے نکل سکتا ہے۔ اس دوسری تجویز کے لئے یہ امر ضروری ہے۔ کہ ہر ایک موجودہ خریدار جس طرح بھی ہوسکے کم ازکم ایک خریدار عطا فرمائے۔ خواہ اس کا چندہ اپنے پاس سے ادا کرے یا کسی دوسرے کو خریدار بنائے۔ مگر سب دوست ایک ایک خریدار دیں۔ اور ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء کے اندر اندر پیدا کردیں۔ میرے خیال میں یہ دونوں تجویزیں کچھ مشکل نہیں نہایت آسان ہیں اور قابل عمل ÷

بہرحال ۱۶ صفحہ کا فاروق ان دو تجویزوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنے سے بآسانی شائع ہوسکتا ہے۔ جس کو آسان سمجھیں اس پر عمل کرلیں اور اگر احباب اسی پر قانع ہیں۔ کہ ۱۲ صفحہ کا ہی فاروق ہے تو پھر کسی تجویز کی ضرورت ہی نہیں۔ سوائے اسکے کہ موجودہ خریداران آئندہ سال سے فاروق کی خریداری جاری رکھیں۔ کیونکہ ۷ اپریل کا پرچہ نئے سال کے لئے ان تمام خریداران کے نام جن کا سالانہ یا ششماہی چندہ ۳۱ مارچ کو ختم ہوچکا ہے بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ سالانہ ادا کرنیوالوں کے نام سالانہ چندہ کا وی پی اور ششماہی والوں کے نام چھ ماہ کے چندہ کا وی پی بھیجا جائیگا۔ اور بارہا کے تجربہ کی بنا پر یہ معلوم ہوچکا ہے۔ کہ جب کبھی اخبار کے وی پی خریداروں کے نام اختتام سال پر کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ضرور کچھ نہ کچھ خریدار انکار کرکے وی پی واپس کردیتے ہیں۔ اور تعداد خریداران میں یقینی کمی آجاتی ہے۔ اگرچہ فاروق کی برادری میں ایسے بہت کم دوست ہیں جو خریداری چھوڑدیں گو وی پی تو بعض واپس کردیتے ہیں۔ لیکن پھر کسی دوسری یا تیسری دفعہ وصول کرہی لیتے ہیں۔ تاہم فاروق کو ایک حد تک نقصان پہنچتا ہے۔ لہذا احباب فاروق سے کہ وی پی واپس نہ کریں۔ اگر کسی وجہ سے اس وقت وی پی لینے کے لئے تیار نہ ہوں تو دفتر فاروق کو اطلاع دیدیں۔ کہ اس وقت ان کے نام وی پی نہ کیا جائے۔ پھر کسی وقت کیا جائے یا تیسری صورت یہ ہے۔ کہ چندہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر ارسالی کردیں۔ اس سے ۴ر وی پی کے محصول کی بچت ہوجاتی ہے ÷

ایک اور آسانی

مندرجہ بالا دونوں تجویزوں میں سے جس پر بھی عمل کیا جائے۔ اس کے لئے میں ایک مزید آسانی اور بھی کردیتا ہوں۔ کہ اگر ایک روپیہ چندہ میں اضافہ کرنے والی تجویز منظور ہوجائے بجائے چار روپیہ کے پانچ روپیہ سالانہ چندہ کیا جائے۔ تو میں اس ایک روپیہ زائد چندہ کے عوض میں تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۰ء جیسی بے بہا کتاب قیمتی ایک روپیہ یا تنقید صحیح فرقہ بابیہ کے رد کی کتاب قیمتی ۸ر اور تحفہ ستریان قیمتی سیوپانچ ۵ر اور پیدائش عالم ردّ آریہ قیمتی ۳ر یہ سب کتب ایک روپیہ کی مفت پیش کروں گا۔ اور اگر دوسری تجویز یعنی ایک ایک جدید خریدار والی منظور کریں۔ تو ایسے تمام جدید خریداروں کو جو سالانہ خریدار ہوں تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۸ء قیمتی ۱۲ر اور مرقع قتنائی قیمتی ۴ر اور تنقید صحیح بابیوں کے رد میں قیمتی ۸ر اور ہدایات زرین از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ قیمتی ۸ر جملہ دو روپیہ کی کتابیں مفت بطور انعام دیجائینگی۔ اور جو ششماہی کے واسطے جدید خریدار ہوں۔ ان کو بحر حقیقت غیر احمدیوں کا جواب قیمتی ۴ر اور التنقید مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کا جواب قیمتی ۳ر اور پیدائش عالم رد آریہ قیمتی ۳ر اور ازہاق الباطل بہائیوں کا رد قیمتی ۲ر اور مرقع قتنائی قیمتی ۴ر کل پانچ کتابیں قیمتی ایکروپیہ مفت انعام دیجائینگی۔ اس طرح گویا آدھی قیمت میں ہی ان کو سال بھر یا چھ ماہ اخبار مفت ملیگا۔ اس سے بڑھکر اور رعایت اور فاروق کی خریداری کے لئے آسانی کیا ہوسکتی ہے۔ پس درخواست ہائے خریداری فاروق آنے پر یہ انعامی کتابیں ان جدید خریداروں کو جو دوسری تجویز کے ماتحت خریدار ہوں۔ بذریعہ وی پی بابت چندہ سالانہ یا ششماہی جیسی خریداری کی درخواست ہوگی ارسال ہونگی۔ صرف محصولڈاک ان کے ذمہ ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ان دونوں آسان تجویزوں سے آسان تر تجویز کو آپ جلد سے جلد منظور فرماکر اس پر عمل درآمد شروع کردیں گے تاکہ اپریل ۱۹۲۹ء کے اندر اندر یہ تجویز مکمل ہوکر فاروق ۱۶ صفحہ پر نکلنا شروع ہوجائے ÷

وصیت نمبر ۳۰۱۱

میں ملک بشیر علی خاں احمدی ولد ملک فیروز الدین خاں احمدی قوم ککے زئی پیشہ تجارت عمر قریباً تیس سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن کنجاہ ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷ فروری ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد اس وقت دس مرلہ زمین سکنی محلہ دار الرحمت قیمتی ایک سو پچیس ۱۲۵ روپیہ واقعہ قادیان ہے۔ اور کوئی جائداد نہیں۔ میرے والد صاحب بزرگوار خدا کے فضل سے حیات ہیں۔ میں اس وقت بطور تجارت کے کام کرتا ہوں۔ جس کی آمدنی کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ میں تازیست اپنی ماہواری آمدنی کا جو کچھ بھی ہوا کریگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر ترک ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی مکرر آنکہ اندازہ آمدنی ۳۰ روپیہ ماہوار اوسط ہے۔

فقط والسلام ÷

الراقم۔ ملک بشیر علی خاں حال وارد قادیان بقلم خود

گواہ شد۔ محمد ظہور الدین اکمل۔

گواہ شد۔ محمد فخر الدین احمدی ملتانی ÷

گواہ شد۔ غلام احمد مجاہد قائم مقام پروفیسر جامعہ احمدیہ ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کنایات

ناظرین فاروق کو علم ہے۔ کہ مستر بان شین سیویاں کی سوتیلی والدہ مسمات جمیعۃ بی بی کے گھر ایک بچہ پچھلے سال پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام والدین نے "پیغام حق" رکھکر بڑے پُر زور اعلان اس کی زائیدگی پر "رئیس الاشرار" زمیندار" اور گوجرانوالہ کے "العدل منافق اخبار" میں کئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے بھی اس کی پیدائش پر سنت اللہ کی بناء پر یہ لکھا تھا۔ کہ یہ مولود نامسعود قادیان کے اربد اخبار "شیخ چلنک" کی یادگار ہے۔ جو انشاء اللہ "شبے دیگر نے ماند" کا مصداق ہوگا۔ آخر نومبر ۲۸ء میں اس "جانہار" بچہ کو اس کی مطلقہ والدہ مسمات "جمیعۃ خانم" گود میں اٹھا کر لالہ مہر چند صاحب روگر قادیان سے "کریوہ" کرنے آگئی۔ اور اس نے اس پر چادر ڈال کر اپنی خانہ آبادی کی خوشی منائی۔

"پیغام" کی والدہ "جمیعۃ خانم" نے یہ سمجھ کر کہ اب اس کی پرورش اور یتیم بچے "پیغام" کی تربیت شوہر اوّل مسمی فضل کریم مستری سے بڑھکر بھاشہ مہر چند کے ہاتھوں ہوتی رہیگی کارخانہ آتشبازی کی روسیاہی اختیار کر لی تھی۔ ہم نے اس جدید تعلق کو بچہ "پیغام" اور اس کی ماں "جمیعۃ" کے حق میں نیک فال نہ سمجھ کر فاروق مورخہ ۱۴ر نومبر ۲۸ء میں لکھدیا تھا کہ "پیغام باطل" "شیخ چلنک" کا چھوٹا بھائی تیزروی سے اپنے سلف "شیخ چلنک" کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ جو عنقریب جہاں سے نکلا تھا وہیں داخل ہو کر "جمیعۃ خانم" اور اس کے پانچوں سواروں کو مفارقت دائمی کا سیاہ داغ لگائیگا۔

یہ نوزائیدہ بچہ "پیغام" چونکہ مرض ام الصبیان میں مبتلا ہو چکا تھا۔ آخر نومبر میں ہی اپنے سیکنڈ فادر کی زیر نگرانی دم توڑ گیا۔ مگر متوفی کے چچے تایوں نے اس کی موت کو مخفی رکھکر لوگوں میں یہ مشہور کیا۔ کہ بچہ چونکہ بہت کمزور ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کے دل کی حرکت بند ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ کوشش سے دوبارہ دل پھڑکنے لگے۔ "مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائی" آخر دو چار ہفتہ کے اندر اندر ہی وہ ہاٹ فیل ہوکر بحکم جہاں پاک کے ماتحت سدھار گیا۔

چار مہینے سے اوپر گذر رہے ہیں کہ مرنیوالا "پیغام باطل" دنیا سے کوچ کر گیا۔ بلکہ اسکی مڑہی بھی مٹ گئی۔ اور اب اس کا نام بھی دلوں پر سے محو ہو گیا۔ حالانکہ مرنیوالے کی جنم پتری میں پنڈتوں اور نجومیوں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مستری فضل کریم اور "جمیعۃ خانم" کے میل سے جو بچہ "پیغام" نام پیدا ہوا ہے۔ یہ اپنی زندگی میں

"قادیانی جماعت اور ان کے قائد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ اور قادیانی اخبارات کے وجود سے جو مفاسد اشاعت پا رہے ہیں ان کا سدباب کر دیگا اور خلیفہ قادیان نے تبلیغ کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اس کی حقیقت کا پردہ اٹھا دیگا"۔

چھوٹے منہ سے اس بڑی بات کا نکلنا تھا۔ کہ قضا و قدر نے اس کو گھٹنوں بھی نہ چلنے دیا۔ کہ پیک اجل نے اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ سچ ہی ہے

کو تاک پروانہ اچھی موت می آید فراز
ے قند بر شمع سوزاں از سر شوخی و ناز

وہ پیغام باطل ہی جلکر راکھ ہو گیا۔ نہ اس کے حامی و تیماردار "رئیس الاشرار زمیندار" نے ہی اس کی بپسہ کا کوئی نوحہ لکھا۔ نہ منافقی اخبار "العدل" نے کوئی مرثیہ تصنیف کیا۔ نہ مرنیوالے کے خالو رئیس المنکرین نے ہی اس کا تیجا کیا۔ گویا "پیغام باطل" کیا گیا اپنے ساتھ ہی سارے خاندان کو لے گیا۔ ہم اس کی طفلانہ موت پر اس کے سیکنڈ فادر لالہ مہر چند صاحب داروگر اور مسماۃ "جمیعۃ بیگم" سے اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرنیوالے کو غریق جہنم کرے۔ اور اس کے پسماندگان کو اس کا بئس البدل عطا فرما کر خوار و ذلیل کرے۔ آمین۔

اب تو "پیغام" شین سیویاں کا چالیسواں بھی ہو چکا ہے۔ صف ماتم بھی لپیٹ دی۔ اور اس کا ہر ایک ہمدرد و خیرخواہ اپنی اپنی قسمت کو رو چکا۔ غرض جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ البتہ "پیغام" مردود کا بھتیجا مولانا "مباہلہ" جو پیغام کے ناکتخدا برادر اکبر کے شکم سے نکلا تھا دو تین دفعہ نظر پڑا۔ مگر وہ بھی سسکتا بلکتا ہی دکھائی دیا۔ سنا گیا ہے۔ کہ وہ بھی چچا والی مرض متعدی میں مبتلا ہو رہا ہے۔ جس کی زندگی سے دادا جان اور تایا جان مایوس ہو چکے ہیں۔ عنقریب اس کی ارتھی بھی نکلنے والی ہے۔ تجہیز و تکفین ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ اگلی اشاعت میں اس کی بیماری اور موت کے واقعات ہدیہ ناظرین کرینگے۔ ناظرو را ہ

وصیت نمبر ۲۹۹۲

میں کرم بی بی زوجہ غلام محمد قوم ارائیں عمر ۴۵ سالہ ساکن خانپوالی تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور حال وارد مچھرالہ نقابی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم کو حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جائیگا۔ میری موجودہ جائداد مہر یکصد دو پیہ ہے۔ زیور کوئی نہیں۔ فقط العبد کرم بی بی زوجہ منشی غلام محمد ورنیکولر ٹیچر ۔ گواہ شد غلام محمد خاوند موصیہ ورنیکولر ٹیچر مچھرالہ۔ گواہ شد بقلم خود محمد الدین احمدی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چار باتیں ہماری جماعت کے کام کی

دنیا سے نرالا مقصد

عام طور پر مطالعہ اخبارات کی غرض و غایت یہ دیکھی جاتی ہے کہ واقعات عالم سے آگاہی حاصل کرلی۔ کچھ وقت عمدہ شغل میں گذر گیا۔ کچھ تبادلۂ خیالات امور ملکی و قومی میں ہو گیا۔ اور بس۔ لیکن احمدی جماعت ہی اس وقت بفضلِ خدا جہان بھر میں ایک ایسی قوم ہے۔ جس کا نصب العین سب سے اعلیٰ اور بالا تر ہے۔ وہ کیا؟ دین الحق کی خدمت و اشاعت۔ پس اس کے اخبار نویسوں اور اخبار بینوں کا فرض یہ ہوا۔ کہ جو کچھ بھی اخباروں یا رسالوں بلکہ نیز کتابوں میں لکھیں یا پڑھیں۔ وہ کسی پہلو سے بھی اغراض دنیوی پر مبنی نہ ہو۔ ہر احمدی کو خدا کے فضل سے معلوم ہوگا۔ کہ پریس جو اس وقت دنیا میں ایک زبردست طاقت مانی گئی ہے۔ حتیٰ کہ بڑی بڑی جلال و جبروت والی سلطنتوں میں انقلاب عظیم برپا کر دینا تک اس قوت کا بائیں ہاتھ کا کرتب مانا گیا ہے۔ یہ بموجب ارشاد باریتعالےٰ واذا الصحف نشرت مسیح موعودؑ کا ایک نشان ہے۔ اور اس کے مبارک مشن کو مدد دینے والا ضروری سامان۔ لہٰذا جو کوئی بھی احمدی ہو کر اس نعمت عظمیٰ کی بیقدری یا اس کا بے جا استعمال کرے گا۔ اندیشہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے حضور مستوجب مواخذہ ٹھہرے۔ مولیٰ کریم ہمیں غلط راہوں پر چلنے سے بچائے۔ آمین۔

ہماری تفریح

تعلیم یافتہ لوگ تہذیب مغرب کی تقلید میں اپنے دماغ کو تازہ دم کرنے کی خاطر Light literature یعنی ادبیات کے اُس حصہ کو ڈھونڈا کرتے ہیں۔ جس میں دل آویز تخیلات ذہنی فسانے اور حسن و عشق کے ڈھکوسلے خوبصورت الفاظ اور برجستہ پیرایہ میں بیان کئے گئے ہوں۔ چنانچہ شاعرانہ بلند پردازیاں ناول نگاروں اور ڈرامانویسوں کی جدت طرازیاں وغیرہ وغیرہ اسی ذیل میں شامل ہیں۔ خدا جانے کتنے بیکار خوش فکر ناظموں اور جادو نگار ناثروں کے بیچاروں کے رشحات قلم کی قدر کرنے والوں کے اوقات عزیز اور قوائے دماغی و جسمانی بیع بے شمار دولت کے اس دیوی کی بھینٹ چڑھتے ہونگے۔ جسے تفریح تفنن طبع کہتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ کہ خدا تعالیٰ کی کروڑوں بلکہ اربوں مخلوق میں آج یہ بندہ کچھ کی جماعت ایسی بھی ہے۔ جس کے دماغ اور طبائع جفاکشی و مشقت کے کاموں کو انجام دینے کے بعد بھی ایسے لغو مشاغل کے محتاج نہیں۔ جن کا مآل کار خسر الدنیا والآخرۃ کے سوا کچھ نہ ہو۔ ان کے اجسام و ارواح کو تازگی و سرور محض اس ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ کوئی بات دین حق کا بول بالا کرنیوالی پڑھیں سنیں اور سنائیں۔ کلام پاک رحمٰن کا جو چاہیں کے حقائق و معارف اور موزون نکات معلوم کرنے یا کرانے کا شوق ہی ان کا ذریعہ تفریح ہے۔ اور وہی ان کا لائٹ لٹریچر۔ سلسلہ حقہ کے دشمن بھی اس بات کو مانتے ہیں۔ مگر افسوس اتنا نہیں سوچتے۔ کہ کیا گمراہوں کے یہی ڈھنگ ہوتے ہیں۔

خودکشی و خودکشائی کا راز

ہزار ہا برگزیدوں کا تجربہ ہے۔ کہ جو خدا کا ہو رہے۔ خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔ واللہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ جس کا جی چاہے خود آزما کر دیکھ لے کہ جب کوئی انسان اخلاص اور نیت کے ساتھ دین اللہ کی کسی خدمت کا بیڑا اٹھائے خدا تعالےٰ آپ اس کا حامی و مددگار ہوتا اور اس کے بوجھوں کو حیرتناک طریقوں سے ہلکا کر دیتا ہے۔ جیح

ازکرم برداشتی ہر بار ما

لاکھ اس کے قوائے جسمانی و دماغی اور سارے اسباب ظاہری اسے دنیا کی نگاہوں میں ناکارہ قرار دیتے ہوں۔ مگر خالق فطرت صاحب قدرت ہے وہ خود اس کی طاقتوں اور جوارح کو اس قابل بنا دیتا ہے۔ کہ خدمت دین میں اچھے اچھے قوی الجثہ اور لائق و فائق اشخاص کے دوش بدوش چل سکے پس تم یہ ہرگز نہ سمجھو۔ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس فکر میں رہو کہ ہمیں کیا کیا کرنا ہے۔ کیونکہ کام زیادہ ہے کرنے والے تھوڑے اور مہلت کم۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ ہم میں سے بہتیرے کل تھے۔ مگر آج اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اور نہیں معلوم آنیوالی کل کن کن کو ہم سے چھین لیگی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پھر کیوں نہ مالک کے حضور جانے سے قبل ان کاموں کا سوچنا کریں۔ جن کی بابت ہم سے پوچھ ہونی ہے۔

فرض شناس ہی حقیقی اور زندہ انسان ہے

یار و تمہیں دل لگی ہنسی مذاق اور باتیں بنانے کے لئے وقت کہاں سے ملجاتا ہے۔ کیا تم کو یقین ہے۔ کہ اسکے بغیر زندگی معرض خطر میں پڑ جائیگی۔ یا بدوں اس کے تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری فرائض کا حرج کر کے بھی تم اسکے واسطے جس طرح ہوسکے فرصت نکال ہی لیتے ہو؟ جو فرد واحد اس وقت دنیا بھر کی کروڑوں مخلوق میں سے خدا نے اپنے کام کے لئے چنا ہے۔ اسے تو ہم نے کبھی لغویات میں وقت گذاری کرتے نہیں دیکھا۔ مقتدی تو امام کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ تم کس منہ سے اس کو اپنا امام کہتے ہو۔ اگر اسکی پیروی کی پرواہ نہیں کرتے۔ تعجب ہے۔ کہ جس قوم میں خدا کا مامور مبعوث ہوا۔ اور اس بات کا احساس پیدا کر گیا۔ کہ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اور جسکی نیم شبی دعاؤں کا مفہوم ہمیشہ یہی ہوتا تھا۔ کہ؎

اے خدا زود آ۔ ویرما آب نصرت با ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشین

اسے کیونکر دن رات کے کسی حصہ میں اپنے فرض سے غافل رہکر چین پڑ سکتا ہے؟ پس اے دوستو! کچھ پرواہ نہیں۔ اگر لوگ تمہیں مردہ دل کا یا کوئی اس سے بھی بدتر خطاب دیں مگر تم اپنی فرض شناسی جفاکشی اور مستعدی سے ثابت کر دکھلاؤ کہ آدمی مسلسل کام اور محنت میں لگا رہکر بلا مشاغل تفریح کے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ رات کا آرام اور پنجوقتہ نمازوں میں پاکیزہ تبادلۂ شغل ہی تمہاری بقائے حیات ودقیام صحت کے واسطے انشاء اللہ تعالےٰ کافی ثابت ہوگا۔ مگر اخلاص و اعتقاد شرط ہے۔ اور صحیح معنوں میں پورے پورے تندرست تو فی زمانہ حفظانِ صحت کا اہتمام خاص کرنیوالے بھی شاذ و نادر ہی دو چار ہی فیصدی بمشکل نکلیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ ولادت مسیح میں اختلاف کی بناپر ڈاکٹر بشارت احمد کے مسیح موعودؑ پر بیباکانہ حملے

نمبر (۲)

(از خویم فخر الدین صاحب ملتانی)

(۱)

فاروق کے گذشتہ نمبر سے یہ امر ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد نے حضرت مسیح موعودؑ کی ہر ایک بات کو جو ولادت مسیحؑ کے متعلق تھی۔ نہایت گستاخی سے رد کر دیا ہے۔ پھر صرف اسی پر بس نہیں۔ بلکہ ۱۲ مارچ ۲۹ء کے پیغام کے اسی سلسلہ مضامین میں ایک خطرناک قدم یہ کہکر اور بھی اٹھایا ہے "کہ حضرت مسیح موعود ؑ جب تک کوئی بات آیات قرآنی و حدیث سے مدلل نہ کریں۔ ان کی رائے محض ایک ذاتی رائے سمجھی جائیگی۔ بحیثیت ایک حَکَمؑ کے آخری فیصلہ نہیں سمجھا جائیگا"

اس طرح حضرت صاحب کو غیر حَکَمؑ ثابت کرنے کے لئے دو لمبن کالم اپنے دل کی روشنائی سے سیاہ کئے ہیں۔ میں باوجود اختلاف شدید کے ان غیر مبایعین کے حق میں ہمیشہ یہ حسن ظن رکھتا رہا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو وہ سب کچھ مانتے ہیں جو ہم مانتے ہیں۔ صرف لفظی اختلاف ہے۔ اسلئے میں اپنے دوستوں سے جھگڑتا رہا ہوں۔ اب میں سخت شرمسار ہو رہا ہوں۔ کیونکہ میرے دوست کہتے تھے۔ کہ دراصل یہ غیر مبایعین احمدی ہی نہیں ہے مجھے اس قول پر غصہ آتا تھا۔ مگر اب ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ڈاکٹر مذکور کے مندرجہ بالا بیباکانہ فقرہ سے احباب سمجھ لیں۔ کہ یہ غیر مبایعین اب کس پانی میں ہیں۔ ایک طرف تو وہ ولادت مسیح کے مسئلہ کو ایمانیات میں سے نکالتے ہیں۔ دوسری طرف اس معمولی مسئلہ کی بنا پر اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ حضرت صاحبؑ جیسے حکماً و عدلاً کے حَکَمؑ ہونے سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ اور بعینہٖ اس فرقے کے مصداق بن رہے ہیں۔ جس نے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ان الحکم الا للّٰہ کہکر اسلام کی چار دیواری سے باہر اپنا مکان بنایا۔ اور صحابہؓ کرام سے اور اصطلاح اسلام میں خارجی نام رکھوایا۔

ڈاکٹر مذکور نے حضرت مسیح موعودؑ کو امتی حَکَمؑ یا اولی الامر قرار دیکر بایں الفاظ اس کا فرض قرار دیا ہے۔

"کہ امتی حَکَمؑ یا اولی الامر کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنا فیصلہ خدا و رسول یعنی قرآن وحدیث کے ماتحت دے۔ اور اپنے فیصلوں کو خدا اور رسول کے فیصلوں سے مدلل و مستحکم کرے" (دلائل بھی وہ ہوں۔ جن کو ڈاکٹر مذکور جیسے لوگ تصدیق کریں۔ فخر)

غرض خلاصہ یہ کہ چونکہ ولادت مسیح کے مسئلہ کو مسیح موعودؑ نے قرآن وحدیث کے دلائل سے مستحکم نہیں کیا۔ اس لئے جو کچھ بھی آپؑ نے ولادت مسیحؑ کے متعلق لکھا ہے۔ وہ سب وجدانی و ذوقی نکتے ہیں۔ جو قابل تسلیم نہیں۔ اور ساتھ ایک اور مزے کی بات بھی لکھتے جاتے ہیں:-

"کہ چونکہ یہ مسئلہ آپؑ کی راہ میں نہیں آیا۔ اور نہ مصلحت الٰہی نے آپؑ کو اس معاملہ میں کوئی اشارہ فرمایا۔ اس لئے آپؑ نے ولادت مسیحؑ پر کوئی ایسا فیصلہ نہ فرمایا۔ جو قرآن وحدیث سے محققانہ طور پر مدلل و مستحکم ہوتا۔ اس لئے بحیثیت حَکَمؑ کے آپؑ کا کوئی فیصلہ اس امر کے متعلق موجود نہیں"

(پیغام ۱۲ مارچ ۲۹ء)

حَکَمؑ کے حُکمؑ بننے والے یہودی ہیں

ناظرین ذرا ان الفاظ کو یاد رکھتے جایئے۔ آگے چل کر میں حضرت صاحبؑ کی تحریرات سے دکھاؤں گا۔ کہ کن زبردست الفاظ میں حضورؑ نے اس خاص امر کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے۔ مگر قبل اس کے کہ ولادت مسیحؑ کے متعلق فیصلہ دکھاؤں۔ حضرت صاحبؑ کے حَکَمؑ ہونیکے متعلق حضرت مولوی عبد الکریمؓ کے ایک زبردست خطبے کا ایک حوالہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے ڈاکٹر مذکور کی یہ ساری جدید ریتلی بنیاد اکھڑ جائیگی۔ یہ خطبہ بھی کوئی ایسا ویسا نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں نہ صرف پڑھا گیا بلکہ بعد میں حضرت صاحبؑ نے اس خطبہ کے لفظ لفظ کی تصدیق فرمائی۔ جو اس جگہ حضرت مولوی عبد الکریم کی قلم سے درج ہے۔ اور خطبہ بھی ایسا خطبہ نہیں۔ جس کے ثقہ و غیر ثقہ ہونے کی بحث میں پڑکر وسوسہ پیدا کرنیکا موقعہ حاصل کریں۔ بلکہ ان کے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہوا چھپوایا گیا تھا۔ اس لئے حَکَمؑ کی بحث کے جواب میں سر دست یہی حوالہ کافی سمجھتا ہوں۔ سنئے حضرت مولوی عبد الکریم فرماتے ہیں:-

"بعض غلط کاروں نے نا واجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا۔ کہ ہم پابند نہیں۔ کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں ہم خود دیکھ لیں گے۔ اگر امام کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہوگی تو مان لیں گے۔ ورنہ اس کی طرف التفات نہ کریں گے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ یہ مرض بعض ان لوگوں میں ہے۔ جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں .... افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے۔ کہ اس کے سننے سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ کاش وہ حقیقت بیعت پر غور کرتے۔ اور پھر سوچتے کہ انہوں نے باوجود مسیح کے پھر اپنا بیچا کیا ہے۔ یہ استکبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانانیت جو ایک ہی بربادی بخش متاع ہے جس کا بیچ ڈالنا اور گھر کے صندوق سے جلدی نکال ڈالنا ازبس ضروری تھا۔ یہ تو انہوں نے سنبھال اور اطلس کے غلافوں میں لپیٹ کر اپنے اپنے صندوقوں میں رکھ لیا۔ پھر میں پوچھتا ہوں۔ انہوں نے بیعت کیا کی۔ وہ تو آخرکار اپنے اوپر ایمان لانیوالے یا یوں کہو کہ اپنے ہی اجتہاد اور حدیث دانی اور قرآن دانی پر ایمان لانے والے نکلے۔ وہ حضرت حکم اللہ پر ایمان کیا لائے۔ وہ تو اس حَکَم کے بھی حَکَم بن بیٹھے۔ کیونکہ جب امام حَکَم کی طرف سے کوئی مسئلہ قرآن و حدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا۔ اس کے بعد ان کی ڈیوٹی ہوگی۔ کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شائد کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں۔ اور خوب غور کریں۔ کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر ان کے استنباط اور اجتہاد کی میزان میں پورا اترا۔ تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر۔ سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ خدا تعالےٰ کا موعود حَکَم اسی لئے تو آیا۔ اور ایسے وقت میں آیا۔ کہ تمہارے مغز خدا کی باتوں کے سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے۔ اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ جب اس کے آنے پر بھی وہی سردردی ہمیں رہی۔ کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں ویسی ہی دن رات چلتی ہیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اس لئے کہ حضرت امام کے منہ سے آئے دن ایک نئی بات اور اچھوتی بات نکلتی ہے۔ جو بظاہر قرآن و حدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ اور درحقیقت ایک نازک اور دقیق استنباط ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں۔ جو اس نور سے مستفید نہ ہو سکے۔ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں اور اپنے تئیں حق پر سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اس شخص (مسیح موعودؑ) کی باتوں کو کیونکر قبول کریں۔ جب تک قرآن و حدیث کے موافق نہ پائیں۔ اور درحقیقت یہ وہی شبہ ہے۔ جو یہودیوں اور نصرانیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا۔ وہ بھی یہی کہتے تھے۔ کہ توریت اور انجیل کے نصوص کے برخلاف اس شخص کا وجود اور اعمال ہیں۔ پھر ہم اسے کیونکر قبول کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم گرے ہوئے پست ہمت اور شہوات کے تاریک کنوئیں میں سرنگوں بیٹھے ہوئے تنکے کی طرح جھونکوں کے ساتھ ہر طرف کو جھک جانے والے تمہاری کیا بساط اور کیا زہرہ ہے۔ کہ تم اسکے حَکَم بنو۔ اور اس کا کلام اور کام جب تک تمہارے علم اور فہم کے مطابق نہ ہو۔ درست ہی نہ ہو۔"

(الحکم مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱)

پس حَکَم کے متعلق میں اس سے زیادہ زوردار اور نہیں لکھ سکتا۔ حضرت مولوی عبدالکریم کی مرقومہ بالا عبارت سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ یہی قسم لوگ تیس سال قبل بھی موجود تھے۔ اور اس قسم کے بڑے بول بولا کرتے تھے۔ جس کی تردید ان کو خطبہ جمعہ میں حضرت صاحبؑ کی موجودگی میں اس زور سے کرنی پڑی۔ جس کی تصدیق بھی حضرت صاحبؑ نے باین الفاظ فرمائی:۔

"یہ بالکل میرا مذہب ہے۔ جو آپ نے بیان کیا۔" (الحکم ۲۴ر اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲)

اب اگر اس قسم کے اعتراض کنندہ شخص میں ذرہ بھر بھی شرم اور رتی بھر بھی ایمان اور حیا باقی ہو۔ تو اسی قدر کافی ہے۔ جس قدر مولوی عبدالکریم رضؓ نے تیس سال قبل اس کے ساتھ کی ہے۔ بجائے اپنی غلطی پر مصر ہونے کے رجوع الی الحق کا پاک مرتبہ حاصل کر کے و آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں شامل ہو جائیں۔ مگر یہ سعادت کہاں۔ کیونکہ

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مگر مجھے اس ڈاکٹر موصوف پر ایک ہمدردانہ رحم بھی آتا ہے۔ کہ خدا جانے ان سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔ کہ جس کے عوض ان کو ترقی معکوس جیسی خطرناک سزا مل رہی ہے۔ مجھے ڈاکٹر موصوف کا وہ زمانہ خوب یاد ہے۔ جب ان کی ہر گفتگو اور ہر نقل و حرکت میں گویا حضرت مسیح موعودؑ کا ہی وظیفہ وردِ زبان تھا۔ میں ڈاکٹر موصوف کو خدا شاہد ہے کہ ازراہِ ہمدردی اور مومنانہ محبت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون کے مطالعہ کرنے پر کم از کم ایک مرتبہ ضرور الحکم ۱۹۰۸ء کا ۲۴ر اگست والا پرچہ ضرور مطالعہ کریں۔ جس میں محولہ بالا خطبہ مکمل درج ہے۔ اور جو سارے کا سارا گویا انہی کے متعلق ہے۔ وہ شروع ہی اس طرح ہوتا ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ الآیۃ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کر دیں۔ کہتے ہیں کہ بعض کو مانتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں۔ کہ اسکے اندر اندر ایک راہ بنا لیں۔ وہ یقیناً کافر ہیں"

جعلی ڈاکٹر کی پٹیالوی ڈاکٹر سے مشابہت

اس کے بعد میں اب اس پہلو کو لیتا ہوں کہ "وفات مسیح کے متعلق فیصلہ بحیثیت حَکَم نہیں"

سو اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اگر بحیثیت حَکَم سے مراد یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صرف وہی بات قابل تسلیم ہو گی۔ جس کے فیصلہ کے ساتھ صاف طور پر حضرت صاحبؑ نے لکھ دیا ہو۔ کہ "میں یہ فیصلہ بحیثیت حَکَم کے کرتا ہوں" تو میرے علم کے مطابق حضرت صاحبؑ نے کسی ایک امر کا فیصلہ بھی ان الفاظ میں نہیں کیا۔ لہذا حضرت صاحبؑ کی تمام تحاریر و تقاریر (نعوذ باللہ) انکار و رد کئے جانے کے قابل ہیں کیونکہ وہ سب کی سب ان کی ذاتی رائے اور ذوقی اور وجدانی نکتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے وفات مسیح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے متعلق لکھا۔ تو کہیں بھی نہیں لکھا۔ کہ میں اب حَکَمْ ہونے کی حیثیت سے اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ باقی رہا قرآن وحدیث کی رُو سے۔ سو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ تمام علماء کرام اور اب علماءِ سُوْ ہمارے خلاف قرآن وحدیث سے استنباط کرتے ہیں۔ تو وہ سب کے سب بقول ڈاکٹر ایک طرح حَکَمْ ہیں۔ بلکہ ڈاکٹر موصوف کے اصول کے ماتحت وہ بہتر حَکَمْ ہیں۔ کیونکہ وہ جو بات بھی پیش کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے استنباط کرتے ہیں۔ مگر حضرت صاحبؑ نے بقول آپ کے ان امور کو قرآن وحدیث سے مدلل نہیں کیا۔ جنہیں آپ کے غیر صحیح دماغ نے صحیح نہیں سمجھا۔ گویا حضرت صاحبؑ نے اگر کہیں لکھا ہے کہ ولادت مسیحؑ بن باپ قرآن سے ثابت ہے۔ وہ نعوذ باللہ کذب بیانی ہے۔ اور اس کذب بیانی کے مفہوم کو آپ نے ذوقی اور وجدانی نکتہ کے خوبصورت ڈپلومیٹک الفاظ میں پیش کیا ہے۔ کیونکہ آپ انکار و تکذیب کے ان ابتدائی مراحل میں ہیں۔ جن میں ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی ۱۹۰۵ء میں تھا۔ ممکن ہے اندرونی طور پر آپ تمام منازل انکار کی طے کر کے بیٹھے ہوں۔ مگر ہم تو صرف آپ کے ظاہری تحریرات کی بنا پر آپ کو زیادہ سے زیادہ ۱۹۰۵ء والے ڈاکٹر پٹیالوی کے مشابہ پاتے ہیں ✤

ولادت مسیحؑ پر مسیح موعودؑ کا فیصلہ

مجھے اب تک ڈاکٹر موصوف کے اس عجیب وغریب منطقیانہ استدلال کی سمجھ نہیں آئی۔ کہ ایک طرف تو آپ حضرت مسیحؑ کی خصوصیات کا بڑے شد و مد سے ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت صاحبؑ نے کسر صلیب کی ڈیوٹی کو بجا لانے کے لئے حضرت مسیحؑ کی تمام خصوصیات توڑ ڈالیں۔ مگر صرف یہ ابتدائی خصوصیت دل میں کھٹکتی ہی رہی۔ اور خدا کی طرف سے اس کے متعلق کوئی اشارہ نہ ہوا (کیونکہ اس کے لئے ڈاکٹر موصوف نے مبعوث ہونا تھا) بھلا میں پوچھتا ہوں۔ کہ اپنی اس ایجاد بندہ اصول کے مطابق دیگر تمام خصوصیات وفات مسیحؑ۔ نزول مسیحؑ۔ معجزات مسیحؑ وغیرہ کا کوئی اشارہ تو بتا دیں۔ جو قرآن حدیث سے مدلل اور مستحکم بھی کیا گیا ہو۔ ہاں میں خدا کے فضل سے دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ خصوصیات مسیحؑ میں سے کسی ایک خصوصیت کے متعلق بھی اس طرح زور دار الفاظ میں تردید نہیں کی۔ اور بحیثیت حَکَمْ اور مسیح موعودؑ کے فیصلہ نہیں کیا۔ جن زور دار الفاظ میں ولادت مسیحؑ کے متعلق فرمایا ہے۔ ذرا کان کھول کر اور چشم بصیرت وا کر کے اور دل کو تعصب اور ضد کے غلافوں سے نکال کر مندرجہ ذیل محکم حوالجات پڑھو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ منقول از ملفوظات احمدیہ مرتبہ بابو منظور الٰہی و شائع کردہ پیغام بلڈنگ ✤

"میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا۔ اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے" (ڈاکٹر بشارت احمد کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے کوئی دلیل نہیں دی۔ کیا یہ دلیل نہیں۔ دلیل کے سر پر کوئی سینگ ہوتے ہیں) ✤

دوسرا حوالہ کہ ولادت مسیحؑ بن باپ کے نشان کو نہ ماننے والا خدا کے قانون کو توڑنیوالا اور خدا کے نشان کی بے حرمتی کرنے والا ہے:۔

"خود حضرت مسیحؑ کی پیدائش بطور نشان کے تھی۔ یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے اس لئے حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو تنبیہ کیا۔ کہ تمہاری شامت اعمال کی وجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے . . . . . . خدا نے ان کو بدوں باپ پیدا کیا۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ ان کا باپ ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے اس نشان کو جو ان کی پیدائش میں رکھا ہوا تھا بے حرمتی کرتا ہے . . . . غرض مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا بطور ایک نشان کے تھا"

(ملفوظات احمدیہ ص۲۸۹)

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے۔ اور اللہ تعالےٰ کو سب طاقتیں ہیں . . . . جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا (جیسے ۱۸ اکتوبر میں ڈاکٹر بشارت احمد نے لکھا ہے) ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں"

(ملفوظات احمدیہ ص۳۳)

اسی طرح مواہب الرحمٰن کے ص۲۶،۲۷ پر صاف لکھتے ہیں:۔

"پیدائش مسیحؑ کا مسئلہ ہمارے عقائد میں سے ہے"

پس یہ عجیب قسم کا حَکَمْ آیا۔ کہ جس پر ایرے وغیرے نتھو خیرے بھی حَکَمْ بن رہے ہیں۔ وہ حَکَمْ یا مصلح ہی کس کام کا۔ کہ خود ایک ایسے غلط اور خلاف قرآن عقیدہ میں تا دم آخر مبتلا رہا۔ حضرت مسیحؑ کی دو اہم خصوصیتیں (یعنی ولادت اور وفات) تھیں۔ ان میں سے آخری کو تو توڑ دیا۔ اور خدا نے اس کے متعلق اشارہ بھی فرما دیا۔ مگر جو پہلی اور اہم خصوصیت تھی۔ جس کی بنا پر وہ ابن اللہ کہلایا تھا۔ اور جو سارے شرک کی بنیاد اور جڑ تھی۔ اور جس کا توڑنا اولین فرض تھا۔ اس کے متعلق خدا بھی خاموش۔ مامور بھی خاموش۔ مامور کے بڑے بڑے تعلیمیافتہ ایم۔ اے۔ بی۔ اے اور ڈاکٹر جیسے سائنسدان بھی خاموش رہیں۔ کس قدر اندھیر ہے۔ ؎

کہہ رہی ہے ڈاکٹر کی آنکھ شرمائی ہوئی
اس زمانہ میں یہ کیسی اس کی رسوائی ہوئی

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹرکی میں عورتوں کی کثرت

اسلام نے دنیا کے سامنے جو تعلیم پیش کی ہے وہ تمدن و معاشرت کے لئے اس قدر ضروری اور مطابق فطرت ہے۔ کہ ممکن نہیں۔ دنیا کی کوئی قوم اس سے رُوگردانی کر کے سکھ اور چین کی زندگی بسر کر سکے ؛

کوئی قوم جو اس دنیا میں آباد ہے۔ جنگ کے مہلک نتائج سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ خواہ وہ اس میں دخل دے یا نہ دے۔ اس کے اثرات سے اسے ضرور متاثر ہونا پڑتا ہے۔ اور جنگ میں مردوں کی ہلاکت کے باعث عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہمیشہ اقوام و ممالک کے لئے ایک پریشان کن سوال ثابت ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مشکل کا حل تعدد ازدواج کے ذریعہ کیا۔ اور اسلامی شریعت مرد اور عورت کے توازن کو اس طرح پورا کر دیتی ہے۔ لیکن دیگر ممالک میں اس کا کوئی حل نہیں۔ چنانچہ واقعات شاہد ہیں۔ کہ یورپ کے قریباً تمام ممالک میں یہ سوال نہایت ہی پیچیدہ صورت اختیار کر رہا ہے۔ اور جائز طور پر انسانی خواہشات کی تکمیل کا کوئی راستہ نہ ہونے کے باعث یورپ میں فواحش اور معاصی نہایت سرعت سے پھیل رہے ہیں۔ جس سے اہل یورپ کی زندگی تلخ ہو رہی اور وہ اطمینان قلب سے محروم ہو رہے ہیں۔ حال میں ٹرکی کے مصطفےٰ کمال پاشا نے بھی یورپ کی تقلید کرتے ہوئے اور روحانی بصیرت سے محروم ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ملک میں تعدد ازدواج کو ممنوع قرار دیکر اپنے لئے سامان روسیاہی فراہم کرنے کے لئے اپنی حکومت کے لئے خواہ مخواہ ایک الجھن پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ حال کی مردم شماری سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹرکی میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت سے بقدر پانچ لاکھ زیادہ ہے۔ اور ابھی تو ابتدا ہے آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ معلوم نہیں حکومت ٹرکی اس سوال کے حل کے لئے کیا طریق اختیار کریگی۔ جس نے تمام یورپ کے مدبرین کے دماغ چکرا دیئے ہیں ؛

محکمہ تعلیم کی ناانصافیاں

یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ مسلمان تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ اور حکومت اس امر کا کئی بار اعلان کر چکی ہے۔ کہ پس ماندہ اقوام کو حصول تعلیم میں آسانیاں اور سہولتیں بہم پہنچائی جائیں محکمہ تعلیم کا ایک قانون بھی یہی مفہوم رکھتا ہے لیکن اس پر عمل کہاں تک ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ ۲۲-۲۳ء میں ۵۵ نئے سکولوں کو امداد دی گئی۔ جس میں سے اسلامیہ سکول صرف ۱۶ تھے۔ زر امداد کی کل رقم ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۹ سو چھ روپیہ تھی۔ جس میں سے مسلمانوں کے حصہ میں صرف ۳۹ ہزار ۳ سو چودہ روپے آئے۔ ۲۵-۲۷ء میں جو امداد ہائی سکولوں کو دی گئی۔ اس کی مجموعی تعداد ۱۰۱۳۱۵۴ تھی۔ جس میں سے ۲۰۴۳۳۰ روپیہ مسلمانوں کو دیئے گئے۔ ان اعداد و شمار پر نظر ڈالنے سے ایک انسان یقیناً اس سوچ میں پڑ جاتا ہے۔ کہ محکمہ تعلیم حکومت انگریزی کے ماتحت ہے۔ یا براہ راست ہندوؤں کے زیر اقتدار۔ کیا دنیا کے تختہ پر اس سے زیادہ ظلم بھی ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں جیسی تعلیم میں پس ماندہ نادار مفلس قوم کے مقابلہ میں ہندوؤں کو کئی گنا زیادہ امداد۔ درآنحالیکہ ایسا کرنا حکومت کے منشا اور حکمت عملی کے سراسر خلاف ہو۔ حکومت کے اقتدار و رعب کی خطرناک ترین توہین ہے مسلم ممبران کونسل کا فرض ہے۔ کہ وہ اس ظلم عظیم کے خلاف پر زور احتجاج کریں۔ اور حکومت کو اس ناانصافی کی طرف متوجہ کریں۔ یہ ممکن نہیں۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کے حصول کے لئے مؤثر طور پر مطالبہ کریں۔ اور حکومت انہیں منظور نہ کرے ؛

کیا ہمیں بتایا جا سکتا ہے۔ کہ برادران وطن کی ان تعدیوں اور ناانصافیوں کی موجودگی میں یہ کس طرح یقین کیا جا سکتا ہے۔ کہ سوراج کی حالت میں وہ اپنی اکثریت اور اثر و رسوخ سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ جبکہ ان سے بازپرس کرنیوالا بھی کوئی نہیں ہوگا ؛

اچھوت اور پنڈت مالویہ

ہندو کانفرنس دہلی کا اجلاس پنڈت مالوی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جی نے فرمایا :-

"پرماتما نے جو انوگت ایک برہمن پر کیا ہے۔ وہی ایک مہتر اور چمار پر کیا ہے۔ جو سب سے بڑی چیز گیان پرماتما نے ایک برہمن کو دی وہی ایک اچھوت کہلانے والے بھائی کو بھی دی۔ میں ایک برہمن اور ایک چمار میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔" (ملاپ ۱۹ مارچ)

اگر پنڈت جی یہ الفاظ صدق دل سے زبان پر لائے ہیں۔ اور ان کا منشاء صرف اچھوتوں کو ہر رنگ زمین دام میں گرفتار کرنا نہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے پچھلے دنوں اچھوت عقیدتمندوں سے ہاتھ ملانے کے جرم کا پرائشچت کپڑوں سمیت غسل کر کے ادا کیا۔ جب کہ آپ روزانہ برہمنوں سے ہاتھ ملانے اور کپڑے اتار کر بھی غسل نہیں کرتے حقیقت یہ ہے۔ کہ پنڈت مالویہ کے یہ الفاظ اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اور محض اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھنے کے لئے کہے جاتے ہیں۔ ہم ہی نہیں ہندو قوم کے ایک مشہور اور مسلمہ رہنما ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ بھی ہمارے اس خیال کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تائید میں فرماتے ہیں۔ کہ:-

"مالوی جی پرچار کرتے ہیں سادات کا۔ مگر جب اچھوتوں سے ہاتھ ملانے کا موقع آتا ہے۔ تو پرہیز کرتے ہیں۔ جب تک عمل نہ ہو خالی باتیں ملک کو آزاد نہیں کر سکتیں"

(بحوالہ کشمیری ۱۴ مارچ)

کاش کوئی درد مند ہندو رہنماؤں کے اچھوتوں سے ہمدردانہ سلوک اور انہیں مساویانہ حقوق عطا کرنے کے بلند آہنگ دعاوی کی تغیر بھی دیگر ہندو رہنماؤں کی زبان سے اچھوتوں کو سنا سکے۔ تا وہ ان فریب آگین کارروائیوں سے آگاہ ہو کر ہندوؤں کے ہاتھوں تباہی کے عمیق گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہ سکیں۔

کیا مسلمان اس اخلاقی فرض کی ادائیگی کی طرف دھیان دینگے؟

امرتسری رندا

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اخبار اہلحدیث امرتسر کا ایڈیٹر میاں ثناء اللہ کبھی کسی اصول کا پابند نہیں دیکھا گیا۔ جو نا پسند ناپ زبان سے چاہا نکال دیا۔ قلم سے چاہا لکھ دیا۔ چنانچہ اس کا تازہ ثبوت ۲۲ مارچ کا اخبار اہلحدیث ہے۔ جس میں "خلیفہ قادیانی اور اللہ دتا جالندھری" کی سرخی سے صفحہ کالم اول پر کسی محمد عبد اللہ معمار امرتسری کا جہالت نامہ نقل کیا ہے۔ جو سر تا پا غلط اور منسوب کی جہالت پر دال ہے۔ "معمار" مذکور اس میں لکھتا ہے۔ کہ جناب مولانا (ثناء اللہ) صاحب آپ نے ۱۷ جولائی کے اہلحدیث میں جو خلیفہ قادیانی کی چار غلط بیانیاں ظاہر کی تھیں۔ اس کے جواب میں مولوی اللہ دتا جالندھری نے الفضل ۲۰ جولائی میں قلم اٹھایا تھا۔ جس کے جواب الجواب میں "آپ نے اہلحدیث ۱۷ اگست میں قلم اٹھایا تھا۔ اور فیصلہ کے لئے ثالث کا تعین چاہا تھا۔ مگر اس شرط پر کہ فریق مخاطب خود خلیفہ قادیان ہو۔ جو اصل قائل ہے۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ خلیفہ قادیانی سامنے آنے کا حوصلہ کرتے (کس سے؟ کیا فتنائی امرتسری کے جو تیس دفعہ ہر مقابلہ سے دم دبا کر بھاگتا رہا۔ فاروق) مگر ان کی جگہ پھر وہی اللہ دتا صاحب آئے۔ اس لئے ان حضرت کے مقابلہ میں خاکسار کھڑا"۔ (کیا بے معنی جملہ اور جاہلانہ فقرہ ہے۔ فاروق) اہلحدیث ۲۲ مارچ

ناظرین اس جہل مرکب معمار کی عبارت زیر خط خالص جھوٹ ہے۔ اور مردہ انجمن کا ذمین کے سکرٹری ایڈیٹر اہلحدیث نے اس سیاہ جھوٹ کو مال غنیمت جان کر اپنے اخبار کا ایک کالم کالا کر دیا ہے۔ چنانچہ معمار کے جھوٹ سنئے۔

پہلا جھوٹ لکھا کہ "آپ نے ۱۷ اگست کے اہلحدیث میں قلم اٹھایا تھا" جو صریح جھوٹ ہے۔ ۱۷ اگست کے اہلحدیث میں اس کے جواب پر کہیں قلم اٹھایا ہو نظر نہیں آتا۔ گر تم اہی دکھائی دیتا ہے۔ کہ یہ تو معمار کا سیاہ جھوٹ اور اس سے شائع کرنیوالے کا زرد جھوٹ ہے۔ ورنہ امرتسری رندیا جاہل معمار بتلائے کہ ۱۷ اگست کے اہلحدیث میں کس صفحہ پر اس کے جواب میں ثناء اللہ کا قلم اٹھا ہوا اس نے دیکھا ہے؟

دوسرا جھوٹ یہ لکھا۔ کہ ثالث کا تعین اس شرط پر چاہا تھا کہ "فریق مخاطب خود خلیفہ قادیان ہو جو اصل قائل ہے" یہ جیسا رامی غلاظت خوری ہے۔ امر متنازعہ کے متعلق فاضل جالندھری کے جواب میں کسی اخبار اہلحدیث میں نہیں لکھا کہ خلیفہ قادیانی سامنے آئے جو اصل قائل ہے۔ اگر امرتسری رندیا اس کا معمار سچا ہے اور اس نے کبھی کبھار بھی سچ بولا ہے۔ تو وہ اہلحدیث کے کسی پرچہ سے اس دروغ بیانی کا ثبوت پیش کرے۔ کہ "فریق مخاطب خود خلیفہ قادیان ہو جو اصل قائل ہے" ورنہ دونوں استاد و شاگرد چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔ اور ایسا معمار تو عادی کذاب معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کا ممدوح اکذب۔

کجا مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری۔ جو مولوی فاضل کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہو کر فسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے اور کجا ان کے مقابلہ میں امرتسری رندی کی فضیلت کے نمبر اور یہ بیچارہ جاہل معمار تو کیا حقیقت رکھتا ہے۔ کہ:-

"ان کے مقابلہ میں خاکسار کھڑا ہو"

کہیئے۔ جیسے اردو زبان بولنی اور لکھنی نہیں آتی۔ العجب ثم العجب۔

آریہ زنانہ سماج دہلی کا ریزولیوشن

۱۲ مارچ کو آریہ استری سماج نئی دہلی نے ایک جلسہ کر کے آریہ سماج کے سوامی شردھانند آنجہانی کے پُتر (بیٹے) پروفیسر اندر کے ویدک تعلیم اور دیانندی دھرم کے سراسر خلاف اور دوسری شادی کرنے پر اظہار ناراضگی کر کے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جس میں آریہ سماج کے بزرگوں سے جواب مانگا ہے۔ کہ وہ پروفیسر اندر سے بس باپ بیٹے بیاہ ثانی کے ارتکاب جرم پر کوئی سزا دینے کیلئے تیار ہیں یا نہیں۔ پروفیسر اندر کی پہلی بیوی آٹھ ماہ ہوئے کہ فوت ہوگئی تھی۔ جس کے تین بچے بھی ۱۱-۸-۴ سال کی عمر کے موجود ہیں۔ جن کی موجودگی میں اولاد کی خاطر وہ شادی چھوڑ نیوگ بھی کرنے کے مستحق نہ تھے۔ پھر جب کہ مرنیوالی زوجہ مری بھی تھی اپنے شوہر اندر کے جیل میں قید ہونے کے غم میں گھل گھل کر۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے پروفیسر کا ویدوں اور ستیارتھ پرکاش دیانندی وید کے خلاف دوسرا بیاہ کرنا ناقابل معافی جرم تھا۔ جس کے لئے زنانہ آریہ سماج دہلی کی زنانیوں نے یہ دو دفعات مندرجہ ذیل ریزولیوشن آریہ اخبارات میں

حیرت میں ڈالنے والے جرمنی بے نظیر تحفے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں۔ سرہانوں کے غلاف۔ غالیچے۔ شال۔ چادریں۔ دوپٹے۔ سوٹ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم۔ سرد اور ریشمی کپڑوں پر۔ اون ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں۔ ترکیب نہایت ہی آسان ہے۔ غریب لڑکیوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کے لئے روزگار کا ذریعہ اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی مشین صرف چار روپیہ،

علاوہ خرچ ڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائینسدانوں نے حال ہیں ایجاد کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ آدھ منٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ بچہ نر دیگی یا مادہ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار۔ امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی بات آلہ قبل از وقت بتائیگا۔

قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب صرف دو روپے

علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو ہینڈ کیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے۔ عورت۔ مرد۔ جانور۔ درخت مکان۔ گرجا۔ مسجد۔ سمندر۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ چلتے پھرتے۔ اُٹھتے اور بیٹھے ہوئے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کے لئے کم از کم ایک ضرور منگائیں۔ ہر کیمرہ کے ساتھ مکمل پرچہ ترکیب۔ تصویر اتارنے کے لئے پلیٹ و دھونے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی بالکل مفت روانہ ہوتا ہے۔ ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملے گی۔

قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ صرف پانچ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک

طلسمی لالٹین

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جا کر پیسے بگاڑنے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے۔ اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھ لیجئے۔ غریب لوگ اس کو منگا کر تماشہ دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور امیروں کے لئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل اور تماشہ ہے۔

قیمت فی عدد معہ مکمل سامان صرف پندرہ روپیہ دو دو عدد فلم پندرہ روپے علاوہ خرچ ڈاک

المشتہر

مینیجر۔ برلن ٹریڈنگ ایجنسی (انڈیا آفس) پوسٹ بکس ۹۷ لاہور

اصلی اور سستی عینکیں،،

اگر دور کی نظر کمزور ہے۔ یا نزدیک کا کام کرنے لکھنے پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو اس کا علاج عینک لگانا ہے۔ آپ عینک لگائیں تو تمام تکالیف دور ہو جائیں گی۔ اور نظر درست ہو جائیگی علاوہ ازیں آنکھوں کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے عینکیں ہم سے مل سکتی ہیں۔ ہمارے ہاں اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی عینکیں ہیں۔ جو طلب کرنے پر بازار کی نسبت ارزاں قیمت پر بھیجی جاتی ہیں۔ اسی کا نام رعایت ہے۔ کہ چیز اعلیٰ ہو۔ اور قیمت بازار کی نسبت کم ہو۔ فائدہ اٹھانے کا زرین موقعہ ہے۔

ڈاکٹر عبد الرحمٰن (احمدی) فزیشن سرجن

اینڈ اوپٹیشن۔ موگا (پنجاب)

بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں۔ اور روزی کمانے کیلئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو آیئے ہم آپ کو ملازمت سے نجات حاصل کرنیکا ایک نسخہ بتلاتے ہیں۔ آپ ایک روپیہ خرچ کر کے نو سیر پختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور جھاگ دینے والا ہوگا بنانا گھر بیٹھے ہی سیکھ لیں۔ یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو روپے نفع کما سکتے ہیں۔ ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا سفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں گھر میں تیار کر لیا کریں۔ اور بازار کے گراں اور غیر مفید صابن ہمیشہ کیلئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اُجرت وصول کرنے کے لئے ہم نے فیس نہایت معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کے لئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں اور اس نسخہ کو منگائیں۔ اور گھر بیٹھے دو روپیہ نفع کمائیں۔

مہتمم احمدیہ دوا گھر قادیان (پنجاب)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل سے شائع کیا)